

نبی اکرم کا خطبہ رمضان المبارک

اور
اس کے ادبی محاسن

جناب محمد محسن ٹونکی صاحب

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَيْرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ :

ترجمہ: سلمان فارسی سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا جس میں فرمایا:

۱۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ أَطَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مَبَارَكٌ

ترجمہ: اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا، اور بڑی برکت والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو گیا ہے۔

۲۔ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

ترجمہ: وہ ایسا مہینہ ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۳۔ جَعَلَ اللَّهُ صِيَامَهُ قَرِيبَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کی راتوں کے قیام کو نفل قرار دیا ہے۔ (یعنی تراویح فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے)۔

۴۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخُصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ أَذَى

فَرِيضَةً فِي مَاسِيَةٍ -

ترجمہ: جو شخص اس مہینے میں کوئی نیک کام اپنے دل کی خوشی سے بطور خود کرے گا تو وہ ایسا ہوگا جیسے کہ رمضان کے سوا اور مہینوں میں فرض ادا کیا ہو۔

۵۔ وَمَنْ أَذَى فَرِيضَةٍ فِيهِ كَانَتْ كَمَنْ أَذَى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِي مَاسِيَةٍ -

ترجمہ: اور جو اس مہینے میں فرض ادا کرے گا تو ایسا ہوگا جیسے کہ رمضان کے سوا دوسرے مہینے میں کسی نے ستر فرض ادا کیے۔

۶۔ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ -

ترجمہ: اور صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

۷۔ وَشَهْرُ الْمَوَاسَاةِ -

ترجمہ: اور یہ مہینہ سوسائٹی کے غرباء اور فقراء کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

صبر کا مہینہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ روزوں کے ذریعے مومن کو خدا کی راہ میں جہنم اور خواہشات پر قابو پانے یعنی استقلال و استقامت کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس سے اطاعتِ الہی کا جذبہ فروغ پاتا ہے۔ اس سے اس بات کی مشق ہوتی ہے کہ موقع پڑنے پر وہ اپنے جذبات و خواہشات اور بھوک پیاس پر کتنا قابو رکھ سکتا ہے۔ مومن کی مثال میدانِ جنگ کے سپاہی کی سی ہے جسے طوعاً و کرہاً شیطانی طاقتوں اور نفسانی خواہشوں سے لڑنا ہے۔ اگر اس کے اندر صبر کی صفت نہ ہو تو حملہ کی ابتداء ہی میں وہ ہتھیار ڈال دے گا۔

اور "ہمدردی کا مہینہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ روزہ دار جو اہل استطاعت ہیں، ان کو چاہیے کہ بستی کے حاجت مندوں کو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے انعام میں شریک کریں اور ان کی سحری اور افطاری کا انتظام کریں۔

۸۔ وَشَهْرٌ يَزَادُ رِزْقَ الْمُؤْمِنِ فِيهِ -

ترجمہ: اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔

۹۔ وَهُوَ شَهْرُ أَدْلَىٰ رَحْمَةٍ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَالْآخِرَةُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اس مہینہ کا اول عشرہ اللہ کی رحمت اور میانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے آزادی ہے۔

۱۰۔ وَشَهْرٌ مَنْ فُطِرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِّذُنُوبِهِ وَعِتْقٌ وَقَبْتِهِ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اس ماہ مبارک میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی گناہوں کی بخشش اور آگ سے گردن خلاصی کا سبب بن جاتی ہے۔

۱۱۔ وَمَنْ أَسْقَىٰ صَائِمًا سَقَاءَ اللَّهِ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةٍ لَا يَظْهَأُ حَتَّىٰ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔

ترجمہ: اور کسی روزہ دار کی پیاس بجھانے کا اجر و ثواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے دن، میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے کہ اس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

۱۲۔ وَشَهْرٌ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ وَاعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ۔

ترجمہ: اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام یا مزدور کے کام میں تخفیف کرے تو حق تعالیٰ شائد اس کی بخشش فرماتے ہیں اور آگ سے آزاد کر دیتے ہیں۔

ادبی محاسن

۱۔ قَدْ أَظْلَكُ شَهْرٌ عَظِيمٌ۔ شَهْرٌ مَبَارَكٌ۔

ماہ مبارک کی اہمیت کو ظاہر کرنے والا نہایت موثر اور پُر زور جملہ ہے۔ زور بیان سے معمور ہے۔ قَدْ أَظْلَكُ میں لفظ (قَدْ) نے یقین تمام پیدا کر دیا ہے۔ پورے یقین کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ ماہ مبارک سایہ انداز ہو چکا ہے۔ اس کے ورور مسعود میں کوئی اشتباہ

باقی نہیں ہے۔

فعل اَظْلَیٰ پر غور کیجیے۔ اس کا ماخذ ظِلُّ ہے بمعنی سایہ۔ اس جملہ میں (شَہْرٌ) کو (شَجَرٌ) سے استعارہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے اَظْلَیٰ کا فعل بجا لے خود قرینہ ہے۔ یعنی یہ ماہ مبارک تمہارے لیے سایہ شجر کی طرح سکون بخش اور حرارت رُبا ہے بشرطیکہ تم گرم جوشی سے اس کا استقبال کرو۔ اور اس کے تقاضوں کو پورا کرو۔

اس جملہ میں استعارہ بالکنایہ کا ادبی گوہر اپنی آب و تاب دکھا رہا ہے۔ شَہْرٌ مستعار لہ اور (شجر) مستعار منہ ہے۔ جملہ میں شجر کا لفظ موجود نہیں ہے، مگر اس کی صفت یعنی سایہ یا سایہ فگنی ضرور موجود ہے جو شجر کے لیے قرینہ ہے۔ استعارہ بالکنایہ کی تعریف یہی ہے کہ اُس میں مستعار منہ مذکور نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کی کوئی صفت مذکور ہوتی ہے جو اس کے لیے قرینہ بنتی ہے مستعار لہ اور مستعار منہ کے مابین وصفِ مشترک کو وجہ جامع کہتے ہیں۔ دیکھیے وجہ جامع میں کیسی کامل مطابقت ہے۔ وجہ جامع کی زیادتی بھی استعارے کی بلاغت کا سبب ہوتی ہے۔ اس میں ایک سے زائد وجہ جامع ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ آسودگی، حرارت رُبا، تروتازگی، فلاحِ نجات وغیرہ۔

اسی جملے کے مرکباتِ توصیفی کو دیکھیے اور دونوں مرکبات کا انداز دیکھیے۔

۱۔ شَہْرٌ عَظِیْمٌ۔ شَہْرٌ مُبَارَکٌ۔

۲۔ شَہْرٌ عَظِیْمٌ مُبَارَکٌ۔

پہلا انداز بیان شَہْرٌ کی تکرار کی وجہ سے نہایت پُر زور ہے، مگر دوسرا انداز بالکل سیدھا سادہ ہے۔

۳۔ فِیْہِ کَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَہْرِ۔

یہ رمضان المبارک ہی کی امتیازی اور خصوصی صفت ہے۔ اس میں کوئی مہینہ اس کا رقیب

نہیں۔

۴۔ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً۔۔۔۔۔

یہ بھی اسی ماہ مبارک کا خاصہ ہے۔

۵۔ مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ۔

یہ جملہ تشبیہ کے ادبی حسن سے مزیں ہے۔ ادبی حسن کا بھی حامل ہے اور وصفِ خاص بھی بیان کرتا ہے۔ یعنی اس ماہ مبارک کی یہ نشان ہے کہ معمولی درجہ کی نیکیاں فراتقن قائم مقام ہوتی ہیں۔ کریم شب چراغ بھی گویا شب چراغ بن جاتا ہے۔ ذرے خورشید تمثال ہو جاتے ہیں۔ اور خرف ریزے لالی۔ نیکی کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے۔ اُس کا نرخ بالا ہو جاتا ہے۔

جملہ میں "خَصْلَةٌ مِّنَ الْخَيْرِ" کا مرکب مشبہ اور "فَرِیضَةٌ" کا لفظ مفرد "مُشَبَّہ" ہے۔ قدر و قیمت کا بڑھ جانا اور نرخ کا بالا ہو جانا "وجہ شبہ" ہے۔ کمن حرف تشبیہ ہے۔

۶۔ وَمَنْ آذَى فَرِیضَةً فِيهِ۔

اس جملہ میں بھی تشبیہی حسن و جمال ہے۔ "فَرِیضَةٌ" مشبہ اور "سَبَّعَيْنَ" فَرِیضَةٌ مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ اور حرف تشبیہ ہی ہیں جو اوپر کے جملہ میں ہیں دیکھئے دونوں جملوں میں مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان کیسا لفظی اور ترکیبی اختلاف ہے۔

۷۔ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ۔

اس جملہ کو مزید وضاحت کے طور پر یوں سمجھیے۔

۱۔ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ الصَّبْرِ۔ یا اسے مقلوب کر کے یوں کہیے۔

۲۔ شَهْرُ الصَّبْرِ شَهْرُ رَمَضَانَ۔

یعنی اس جملہ میں تقلب یا تصرف ممکن ہے۔ ہم مشبہ کو مشبہ بہ اور مشبہ بہ کو مشبہ بنا سکتے ہیں۔ پھر اس جملہ میں وجہ شبہ اور حرف تشبیہ بھی موجود نہیں ہیں۔ یہ تمام باتیں تشبیہ کی بلاغت پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ اس جملہ میں تشبیہ بلیغ ہے جو اقسام تشبیہ میں اعلیٰ قسم کی تشبیہ ہے۔ اس کی تعریف یہ ہے کہ اس میں صرف مشبہ اور مشبہ بہ مذکور ہوتے ہیں اور مشبہ عین مشبہ بہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے۔ اس جملہ میں ضمیر واحد غائب (هُوَ) جس کا مرجع "شَهْرُ رَمَضَانَ" ہے مشبہ ہے اور "شَهْرُ الصَّبْرِ" کا مرکب اصنافی

مشتبہ ہے۔ وجہ شبہ متعدد ہیں اور وہ درج ذیل ہیں:-

صبر و ثبات، ضبط و تحمل، استقلال و استقامت، ایمان و ایقان وغیرہ۔

وَهُوَ شَبَّهُ الْقَصْبُ كَ مَحْوُثَةٍ سَ جَلَّ بِرَآپ مَزِيد غُور كَیجیے۔ اس میں تشبیہ

بلیغ کے علاوہ مزید ادبی حسن ہے اور وہ وسعت معنوی کا حسن ہے۔ کلام کا وسیع المعنی

ہونا بجلتے خود حسن کلام، جو ہر کلام اور زیور کلام ہے۔ أَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجْمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ مُخْتَصِرًا وَلَا مُبْسِطًا لِمَعْنَى جملہ ارشاد فرما دیا۔ اور یہ کہہ کر ہمارے اس پر شوق

کو بھی مہینہ لگا دی کہ نوافل فرائض کے ہم پایہ ہیں۔ ایک فرض ستر فرائض کے مساوی ہے۔

روزہ دار کی روزہ کشائی اور غلام و مزدور کے کام میں تخفیف گناہوں کی بخشش کا ذریعہ اور آتش

دوزخ سے رٹائی کا سبب ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس وسیع المعنی جملہ کی معنوی وسعت

کو خود سمجھیں اور سمجھائیں۔ اور اپنے مزاج و مذاق اور اپنی فکر و فہم کے بقدر اس کے اجمال

کی تفصیل بیان کریں۔ یہ بھی ہمارا ہی فرض ہے کہ خداوندِ قدوس کے ارشاد کے مطابق کہ:

۱۔ وَ فِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (المطففين ۲۶)

۲۔ سَابِقُوا إِلَىٰ مَعْصِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ (الحديد ۲۱)

ہم خصوصی طور پر رمضان المبارک میں عبادات کے اندر انتہائی جوش و خروش اور

سبقت کا مظاہرہ کریں۔ اِبتغَاء مَوْضِعَاتٍ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی کوشش میں

اگر ہم مرثیوں تو بہت ہی سستا سودا ہے۔ بقول شاعر:

ع۔ یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

پھولوں کی سیج کی طرف تو ہم عاجلانہ پیش قدمی دکھاتے ہیں اور جب وادی پر خار سے

گزرنے کا وقت آتا ہے تو بھگوڑے بن جاتے ہیں۔ غور کیجیے کہ سورہ گھنٹے کے طویل اور

آتش فشاں آیات میں مجھو کا پیاسا ہ کہ فرائض و واجبات کی ادائیگی، نوافل کی ادائیگی،

صلوٰۃ التبیح کی ادائیگی، اور ادو و ظائف کی ادائیگی، تلاوت کلام پاک اور سب سے بڑے

کہ آخری عشرے کی سخت ریاضت و مشقت، صبر کی صفت کے بغیر ممکن نہیں۔

المغرمین اس جملہ میں تشبیہ بلیغ کے علاوہ معنوی وسعت کا ادبی حسن بھی موجود ہے۔

اس ادبی حسن کو علم معانی کی اصطلاح میں ”ایجازِ قصر“ کہتے ہیں۔ ایجازِ قصر کی تعریف یہ ہے کہ کلامِ قلیل الالفاظ اور کثیر المعنی ہو اور اس کا کوئی جزو محذوف بھی نہ ہو۔

۷۔ وَ شَهْرٌ لِّمَوَاسِقٍ - یہ ہمدردی، دلسوزی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

اس جملہ میں بھی وہی ادبی محاسن ہیں جو اوپر کے جملے میں بیان کیے گئے۔ یعنی ”تشبیہِ بلیغ“ اور ”ایجازِ قصر“۔ اور اس میں خصوصی وصف بھی ہے۔

۸۔ وَ شَهْرٌ بِزَادِ رِزْقِ الْمُؤْمِنِينَ -

یہ جملہ بھی ماہِ مبارک کا خاصہ بیان کرتا ہے۔ ہم بچشمِ خود رزق کی زیادتی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ مساجد کے گوشے اور گھروں کے نعمت خانے نعمتوں سے بھر جاتے ہیں۔ ہمسایوں کے معصوم بچے افطار کی پلیٹیں لیے تو اتر کے سامنے چلے آتے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے خوانِ نعمت اتر رہے ہیں۔ نادار سے نادار روزہ دار کا دسترخوان بھی انواع و اقسام کی نعمتوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ابھی دسترخوان پر صرف سمو سے اور پکوڑے ہی رکھے ہوئے تھے کہ چشمِ زدن میں سامانِ افطار سوا ہو گیا۔ نعمتوں میں طغیانی آگئی۔ وہ دیکھیے نعمتیں دسترخوان کے کناروں سے نکلی جا رہی ہیں۔ روزہ داروں کے سامنے کچھ روزہ خور بھی شریکِ افطار ہیں۔ یہ رزاقِ مطلق کا کرمِ خاص ہے کہ روزہ خوری کے باوجود انہیں رزق مل رہا ہے۔ چاند میں روشنی آگئی اور سائرن بھی بج رہا ہے۔ روزہ دار افطار کی مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ افطار کی مسرت وہ مخصوصی مسرت ہے جو روزہ خوروں کو نصیب نہیں ہوتی۔

الغرض ازویادِ رزق کے یہ مناظر صرف اسی ماہِ مبارک کے سامنے مخصوص ہیں، اس کے رغصت ہوتے ہی مساجد کے گوشے اور گھروں کے نعمت خانے اس برکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر یعنی افطار کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دعائیہ کلمات کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے وہ بیشتر روزہ دار نہیں پڑھتے حالانکہ پڑھنا چاہیے۔ یہ کلمات موزوں ترین اور مختصر ترین ہیں۔ ادبیت کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔ ان کا یہی ادبی حسن و جمال کیا کم ہے کہ ان میں حد درجہ کی بلاغت بھری ہوئی ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَ امْتَلَأَتِ الْعُرُوقُ وَ ثَبَتَ الْأَجْرُ رَاقِيًا بِرَفْعِهِ (۴۸)